HISTORICAL ASPECT OF THE TRADITIONS RELATED TO THE DESTRUCTION OF THE KAABA

تخریب کعبہ سے متعلقہ روایات کا تاریخی پہلو سے جائزہ

Naveed Iqbal, Lecturer, Islamic Studies, Kohat University. mnavidiqbal@yahoo.com , https://orcid.org/0000-0002-6229-8936
Farhadullah, Associate Prof. Islamic Studies, Hitec University, Texila. farhadullah@hitecuni.edu.pk , https://orcid.org/0000-0002-7911-1250

ABSTRACT: *There is no doubt that Allah made the Ka'ba the first place of worship on earth. In which there is light and guidance for all human beings. For this reason, it is a source of honor and respect for all Muslims in the world. Allah almighty has made it obligatory on all human beings to respect the Ka'ba. All kinds of war, evils and tribulations are forbidden in the Ka'ba until the Day of Judgment. On the contrary, it is strictly forbidden to desecrate and harm the sacrificial animals that lead to the Ka'ba, as well as to the people who go for Hajj. In short, respect for the Ka'ba should be observed in all circumstances and no action should be taken that is contrary to the dignity and position of the Ka'ba. And all such acts, which fall into the category of indecency, are forbidden. But in spite of such strict orders, some traditions prove that the Ka'ba was destroyed and ruined so much that the Kaaba will not be rebuilt. Therefore, in this article, along with researching and refining these traditions, an attempt will also be made to determine the time in which this event took place.*
KEYWORDS: *Ka'ba, Destruction of Ka'ba, Traditions, Research، Historical overview.*

بیت اللہ بالفاظ دیگر خانہ کعبہ روئے زمین پر اللہ تعالی کی عبادت کے لئے بنائی گی سب سے پہلی عبادت گاہ ہے جس کے لئے اللہ تعالی نے برکت والے شہر مکہ مکرمہ کو پسند کیا۔ کعبہ دراصل مغفرت ورحمت کو گھر ہے۔ اللہ تعالی نے سارے جہاں کے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے کعبہ کو ایک بنیاد کے طور پر بنایا۔ تقریباً سب انبیاء کرام اور سب مسلمانوں کی قبلہ گاہ ہے۔ کعبہ کی تعظیم کے لئے اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالی نے تمام صاحب استطاعت مسلمانوں پر اپنے پاک گھر کی زیارت واجب قرار دی ہے کیونکہ حج، بیت اللہ کی زیارت اور طواف ہی سے کامل اور مکمل شمار کی جاتی ہے لہذا جس گھر کی زیارت اور طواف کئے بغیر حج نامکمل ہے تو اس گھر کا مقام اور مرتبہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالی نے ہی اس گھر کو عظمت اور حرمت سے نوازہ ہے اور اللہ کی عبادت ہی کے لئے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالی نے حرم کعبہ میں قیامت تک جنگ، محاربہ ہر قسم کے شرور اور فتنوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خانہ کعبہ، اللہ تعالی کی طرف سے نزول رحمت کی مرکزی مقام ہے، اس وجہ سے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے باعث شرف اور قابل احترام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام میں مسلمان جہاں کہیں بھی رہتے ہیں سب کے دلوں میں اپنی حیثیت اور ایمانی قوت، جذبہ کی حد تک کعبہ کا احترام کرتے ہیں۔ کعبہ کی طرف نہ پاؤں پھیلاتے ہیں، نہ تھوکتے ہیں اور نہ پیشاب وغیرہ کرتے ہیں۔ اپنے ملک اور وطن میں رہ کر، جسمانی طور پر کعبہ سے دور ہوتے ہوئے بھی محبت وعقیدت کی بنیاد پر، روحانی طور پر کعبہ سے قریب رہنا، اس قرب سے بہتر ہے جس میں انسان جسمانی طور پر

تو کعبہ کے پاس ہو، مگر ذہنی طور پر اس سے دور ہو، اس کیفیت سے کعبہ شریف کی بے حرمتی ہوتی ہے، جس کی وہ بارگاہ خداوندی میں شکایت بھی کرتا ہے اور اہل مشاہدہ وہ شکایت سن بھی لیتے ہیں۔ اللہ تعالی کے نزدیک کعبہ شریف کو اتنی اہمیت اور شرف حاصل ہے کہ کعبہ کی طرف لے جانے والے قربانی کے جانوروں اور اسی طرح حج کی ادائیگی کے لئے جانے والے انسانوں کی بے حرمتی اور ان کو تکلیف دینے سے بھی سختی سے روکا گیا ہے۔ سورہ مائدہ میں اللہ تعالی کا ارشاد مبارک ہے: اے ایمان والوں اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینوں کی اور نہ ہدی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں علامتی پٹے ہوں اور نہ حرمت والے گھر کی طرف قصد کر کے آنے والوں کی بے حرمتی کرو۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ کعبہ کی احترام کو ہر حال میں ملحوظ رکھو اور ایسی کوئی حرکت سر زد نہ ہو جو کعبہ کی شان اور مقام کے منافی ہو اور بے ادبی کے زمرے میں آجائے۔

کعبہ کی تاریخ پر اگر ہم نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے میں بھی کسی نے اگر کعبہ کی بے حرمتی کا ارادہ کیا اور اس کی عزت کو پامال کرنے کی مذموم کوشش کی، اللہ نے انکو نہ صرف تباہ و برباد کیا ہے بلکہ دوسروں کے لئے نشان عبرت بھی بنایا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ ماضی قریب و بعید میں ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جو کہ بے حرمتی کے زمرے میں آتے ہیں لیکن دلائل کے موجودگی میں یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ بے حرمتی کرنے والوں کی نہ کوئی گرفت ہوئی اور نہ ان میں سے کسی کو ایسی سزا ملی جو دوسروں کیلئے باعث عبرت ہو، لیکن کسی صاحب علم نے اس کا ایک خوبصورت جواب دیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ کعبہ کی تعظیم اور تقدس کو پامال کرنے والوں کو فوراً سزا رسول اللہ ﷺ کے ظہور سے پہلے دی جاتی تھی کیونکہ اعلانیہ طور پر کعبہ کی حرمت کا پاسبان اور دفاع کرنے والا کوئی نہیں تھا اس وجہ سے قدرت کی پکڑ فوراً حرکت میں آجاتی تھی اور تقدس کو پامال کرنے والے کو آہنی گرفت میں لے لیا جاتا تھا، لیکن اب یہ پاسبانی کا فریضہ اس امت محمدیہ کے حوالے کیا گیا ہے اور اس امت کی دینی اور ایمانی ذمہ داری ہے کہ وہ کعبہ کی تعظیم اور تقدس پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے دے اور اگر ایسی کوئی حرکت کرے تو انکو سخت سے سخت سزا دے تاکہ وہ دوسروں کے لئے عبرت بن جائے۔ لیکن افسوس آج کا مسلمان اپنی دیگر فرائض کی طرح اس فریضے سے بھی غافل ہو گیا ہے۔ اس لیے اس طرح کے واقعات سننے اور دیکھنے کو ملتے ہیں۔ عرض یہ کہ تاریخ میں کعبہ کی عمارت کو کلی طور پر یا جزوی طور پر کبھی قدرتی آفات کیوجہ سے نقصان پہنچا اور کبھی کسی انسان کی طرف سے قصدا یا غیر ارادی طور پر نقصان پہنچا ہے۔ اس حوالے سے ہم معلومات آگے صفحات میں بیان کریں گے۔ لیکن اس کے علاوہ بعض روایات میں خود رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ کعبہ کو دو پتلی پنڈلیوں والے حبشی لوگ خراب کریں گے وہ کعبہ کی نمائش اور غلاف وغیرہ کو لے کے جائیں گے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔[1] اس لیے اس مقالے میں تخریب کعبہ سے متعلقہ روایات کی تخریج، روایات کا پس منظر اور اس مذموم کوشش اور واقعے کا تاریخ اور وقوع کے اعتبار سے جائزہ لیا جائے گا، کہ کعبہ کی اس قدر بے حرمتی اور بے ادبی کے وقت عالم اسلام کا کیا حال ہوگا۔ روایات سے بحث کرنے سے پہلے کعبہ کے منہدم ہونے اور دوبارہ تعمیر ہونے کے حوالے سے تاریخ اقوال کی روشنی میں مختصر انداز میں تبصرہ کیا جائے گا۔

کعبہ کی تعمیر و مرمتی تاریخ کے آئینے میں تاریخی پہلو سے اگر دیکھا جائے تو کعبہ کی تعمیر کے حوالے سے مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک سب سے پہلے حضرت آدم علیہم السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ کنزالعمال میں صحابہ کرام اور تابعین کے بہت سارے اقوال سے حضرت آدم علیہم السلام کی طرف سب سے پہلے کعبہ کا تعمیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔[2] حافظ ابن حجر نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے[3] مصنف عبدالرزاق میں بھی اس حوالے سے کئی روایات نقل کی گئی ہیں۔[4] جبکہ قرآن مجید میں کعبہ کی سب سے پہلے تعمیر کی نسبت حضرت ابراہیم علیہم السلام اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی طرف کی گئی ہے، فرشتوں یا پھر حضرت آدم علیہم السلام کے کعبہ کو بنانے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ جبکہ بہت ساری روایات میں سب سے پہلے تعمیر کرنے کی نسبت فرشتوں کی طرف بھی کی گئی ہے۔ اس لئے علماء نے یہ تطبیق بیان کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہم السلام نے کعبہ کی تجدید کی تھی نہ کہ ابتداء تعمیر کی تھی۔[5] خلاصہ یہ کہ کعبہ کے روئے زمین پر پہلی عبادتگاہ ہونے کے باب میں سب کا اتفاق ہے البتہ اس بات میں اختلاف ضرور ہے کہ سب سے پہلے تعمیر کرنے والے کون تھے۔ اس بارے میں بنیادی تین قسم کے اقوال موجود ہیں بعض سے فرشتوں کی تعمیر کا ہونا ثابت ہوتا ہے، بعض سے حضرت آدم علیہم السلام کا، جبکہ قرآن کریم سے حضرت ابراہیم علیہم السلام کے ہاتھوں تعمیر کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس لیے اگر سب سے پہلے فرشتوں کی تعمیر کو شمار کیا جائے تو حضرت ابراہیم علیہم السلام کی تعمیر تیسری تعمیر قرار پاتی ہے، لیکن اگر شامل نہ کیا جائے تو پھر پہلی تعمیر شمار کی جائی گی۔ تاریخی اقوال کی روشنی میں اب تک کعبہ کی تعمیر اور مرمتی کا کام مختلف ادوار میں مختلف اشخاص کی طرف سے وجود میں آئی ہے جس کی ترتیب بعض علماء نے یہ بیان کی ہے۔

1۔ سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کی ہے۔[6] 2۔ پھر حضرت آدم علیہم السلام نے تعمیر کی۔[7] بعض روایات سے کعبہ پر جبل طور، زیت، طور سینا، جودی اور جبل حرا جیسے پہاڑوں کے پتھر لگانے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔[8] 3۔ حضرت ابرہیم علیہم السلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔[9] 4۔ قوم عمالقہ نے تعمیر کی۔ 5۔ قبیلہ جرہم نے تعمیر کیا۔ 6۔ قبیلہ قریش کے مورث اعلی "قصی بن کلاب" نے تعمیر کی۔ 7۔ قریش کی تعمیر، جس کو قریش نے رسول اللہ کو نبوت ملنے سے پانچ سال پہلے تعمیر کیا تھا۔ 8۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے سنہ 64ھ میں کعبہ کو تعمیر کیا۔ 9۔ حجاج بن یوسف نے 74ھ میں تعمیر کی۔ 10۔ خلافت عثمانیہ کے خلیفہ سلطان مراد بن احمد کی طرف سے 1039ھ میں تعمیر کی گئی ہے جس کی تعمیر اب تک موجود ہے۔ اس آخری تعمیر کی وجہ علماء نے یہ بیان کی ہے کہ سلطان محمد مراد بن احمد کے دور حکومت میں 16 شعبان 1039ھ کو صبح کے وقت بہت زیادہ بارش ہونے کیوجہ سے ایک بڑا سیلاب مکہ مکرمہ میں آیا جس کی وجہ سے کعبہ کی دیواریں تک گر گئیں، جس کی وجہ سے خلیفہ وقت نے نئے سرے سے تعمیر کرنے کا حکم جاری کیا، چنانچہ قدیم بنیادوں پر ہی پھر سے خانہ کعبہ کی تعمیر کر دی گئی، البتہ اس بار کعبہکے دروازے کو ذرا اونچا رکھا گیا تاکہ آئندہ کسی وقت سیلاب اور بارش کا پانی کعبہ کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ اس تعمیر کے بعد سے پھر سے کعبہ کی تعمیر میں کسی قسم کی رد، بدل نہیں کی گئی، بلکہ 1039ھ میں تعمیر کی گئی کعبہ اب تک اسی حالت میں موجود ہے۔[10]

تخریب کعبہ سے متعلقہ احادیث مبارکہ تخریب کعبہ سے متعلقہ احادیث مختلف کتب احادیث میں مختلف صحابہ کرام سے متن حدیث میں الفاظ کے فرق کیساتھ نقل کی گئی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: "يخرب الكعبة ذو السويقتين من الحبشة"۔ کعبہ کو حبشہ والوں میں سے دو پتلی پنڈلیوں والا (شخص) خراب کرے گا۔[11]

2۔ صحیح بخاری کی ایک اور روایت ابن عباس رضی اللہ سے ان الفاظ سے مروی ہے: "كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ، يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا".[12] گویا میری آنکھوں کے سامنے پتلی پنڈلیوں والا سیاہ شخص ہے جو (خانہ کعبہ) کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑ پھینکے گا۔ **3۔** سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: "کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حبشیوں کو چھوڑ دو جو کچھ تم لوگوں نے چھوڑ دیا ہے کیونکہ کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکالے گا سوائے دو پتلی پنڈلیوں والے کے"۔[13] **4۔** مسند احمد میں عبداللہ بن عمروؓ کی روایت میں آتا ہے: "کہ کعبہ کو دو پتلی پنڈلیوں والے حبشی لوگ خراب کریں گے وہ کعبہ کی نمائش اور غلاف وغیرہ کو لے کے جائیں گے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ چھوٹے سر اور پتلے پنڈلیوں والا کعبہ کو ہتوڑوں سے مار رہا ہے"۔[14] **5۔** مصنف عبدالرزاق میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے: "فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَظْهَرُ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ عَلَى الْكَعْبَةِ" قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: "فَيَهْدِمُهَا" قَالَ مَعْمَرٌ: "وَبَلَغَنِي عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّ الْكَعْبَةَ تُهْدَمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، تُرْفَعُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ، فَاسْتَمْتِعُوا مِنْهَا"۔ کہ آخر زمانے میں دو پتلی پنڈلیوں والا کعبہ پر ظاہر ہو گا (حملہ کرے گے) کہتے ہیں میرا گمان یہ ہے کہ اس نے کہا کہ کعبہ کو گرائے گا، معمرؒ کہتے ہیں کہ مجھے کسی سے یہ خبر پہنچی ہے کہ کعبہ کو تین بار گرایا جائے گا تیسری مرتبہ یا پھر چوتھی مرتبہ میں اٹھایا جائے گا اس لئے کعبہ سے استفادہ حاصل کرو۔[15] **6۔** مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "يبايع رجل بين الركن والمقام، ولن يستحل هذا البيت إلا أهله، فإذا استحلوه فلا تسأل عن هلكة العرب، ثم تجيء الحبشة فتخربه خرابا لا يعمر بعده أبدا، وهم الذين يستخرجون كنزه" هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، و لم يخرجاه"۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ایک آدمی رُکن اور مقام (مقام ابراہیم) کے درمیان کوئی چیز بیچے گا (کاروبار کرے گا) اور کعبہ کو اس کے اہل کے علاوہ کوئی اور حلال نہیں کر سکے گا۔ مگر یہ کہ جب وہ خود کعبہ کو حلال کریں گے تو پھر عرب کی ہلاکت کا نہ پوچھو۔ پھر حبشہ کے لوگ آئیں گے اور وہ کعبہ کو اتنا خراب کریں گے کہ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے دوبارہ تعمیر نہ ہو سکے گا اور وہی لوگ کعبہ کا خزانہ نکالیں گے۔ حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے صحیحین میں ذکر نہیں کی ہے۔[16]

حافظ ابن حجرؒ نے حضرت علی رضی اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: وہ فرماتے ہیں: اس گھر (کعبہ) کی کثرت سے طواف کیا کرو اس سے پہلے کہ آپ کے اور کعبہ کے درمیان کوئی رکاوٹ کڑی کر دی جائے۔ کیونکہ میں حبشہ میں سے ایک چھوٹے سر والے یا پتلی پنڈلی والے کو کعبہ کے اوپر بیٹھا دیکھ رہا ہوں کہ وہ کعبہ کو گرا رہا ہے۔[17]

اوپر ذکر کی گئی احادیث میں سے بعض سے ثابت ہوتا ہے کہ کعبہ کو حبشی لوگوں کی طرف سے تباہ و برباد کیا جائے گا، جبکہ بعض سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ کعبہ کے نیچے مدفون خزانے کو بھی لوٹ کر لے جائیں گے۔ بعض احادیث سے اس واقعہ کے ظہور کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ آخر زمانے میں رونما ہوگا، البتہ اس بات کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ آخر زمانے میں کس وقت یہ ظاہر ہوگا۔ ان احادیث پر مزید گفتگو کرنے سے پہلے ان احادیث مبارکہ اور قرآن کریم کی آیت مبارکہ کے مابین سامنے آنے والے تعارض پر بحث کرنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ بعض لوگوں نے ان احادیث کو آیت کے مخالف ہونے کیوجہ سے رد بھی کیا ہے۔

آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ کے درمیان تعارض: قرآن کریم کی سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر 67 سے کعبہ کا حرمت اور امن والا ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ تخریب کعبہ سے متعلقہ احادیث سے کعبہ کا آخر کسی زمانے میں برباد ہونا ثابت ہوتا ہے جسکی وجہ سے آیات اور احادیث میں بظاہر تعارض اور اختلاف نظر آرہا ہے۔ چنانچہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ان احادیث کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مخالف گمان کیا ہے۔ ''کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کو (کعبہ) کو حرمت اور امن والا بنایا''۔[18] دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے اصحاب فیل (ہاتھی والے) کو روکا اور ان کے لئے کعبہ کو گرانا اور ان کو نقصان پہنچانا ممکن نہیں تھا۔ حالانکہ کعبہ اس وقت قبلہ بھی نہیں تھا لہٰذا اب جب کعبہ مسلمانوں کا قبلہ بنا تو حبشہ والے کیسے کعبہ پر مسلط ہو سکتے ہیں اور کعبہ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں؟۔ ابن حجرؒ آگے خود اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ قیامت کے قریب کے زمانے پر محمول ہے۔ قیامت کے قریب یہ واقعہ رونما ہوگا جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں ہوگا، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے۔[19] لہذ تعارض ثابت نہیں ہوتا۔[20]

امام عینیؒ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: مذکورہ احادیث اور آیت کے مابین کسی قسم کا اختلاف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے کعبہ کو حرمت اور امن والا بنایا۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کعبہ ہمیشہ ہر وقت ایسا ہی ہوگا یعنی حرمت والا رہے گا۔ لہٰذا اگر کعبہ کے لئے حرمت اور امن کسی بھی وقت حاصل ہو جائے تو آیت ک امدلول پورا ہو جائے گا۔ اس لئے اگر کسی وقت کعبہ کی حرمت اور امن قائم نہ رہے تو پھر آیت کا مخالف ہونا لازم نہیں آتا۔ جبکہ قاضی عیاض نے اس واقعہ کے وقوع کو قیامت کے قریب رونما ہونے کو بیان کیا ہے۔[21]

ابن الجوزیؒ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ کعبہ کو زمانہ جاہلیت میں اصحاب فیل (ہاتھی والوں) سے بچانے اور دشمنوں کو تباہ کرنے میں کیا حکمت ہو سکتی ہے جبکہ زمانہ اسلام میں حجاج بن یوسف اور دوسرے بعض لوگوں کی طرف سے کعبہ کی پتھروں کو توڑا گیا اور غلاف کو پھاڑا گیا۔ اس کے علاوہ قیامت کے قریب یہ واقعہ دوبارہ رونما ہوگا؟۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہاتھی والوں کو کعبہ کی طرف نہ آنے دینا یہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی علامت اور نبوت پر دلیل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان والوں نے وادی مکہ کو آباد کیا، بیت اللہ کو بنایا تو اس سے انکو یہ یاد دلانا مقصود تھا کہ وہ لوگ اللہ کی نعمتوں کو پہچانیں کہ اللہ نے ان کی

(کعبہ) بغیر جنگ کے حفاظت فرمائی۔ اور جب ان میں اللہ کا نبی آئے گا تو ان پر دلیلوں کی وجہ سے حجت قائم ہو جو انہوں نے پہلے سے دیکھ لئے ہیں۔ لیکن جب دین غالب آ گیا تو کعبہ کو نقصان پہنچانا یہ ایک امتحان کے طور پر ہے اور اس سے اللہ تعالی، مسلمانوں کو آزمانا چاہتے ہیں کہ ایسے حالات میں پھر مسلمان کیا کرتے ہیں جیسا کہ انبیاء پر بعض اوقات کفار غالب آئے تھے تا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ایمان کو دیکھ لیں کہ وہ ایمان میں کس قدر ثابت قدم ہیں یا لڑ کھڑا رہے ہیں۔[22]

واقعہ کا ظہور: اکثر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کعبہ کو حبشیوں کی طرف سے تباہ، برباد کیا جائے گا۔ جبکہ بعض سے اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ پھر کبھی کعبہ کی تعمیر نہیں ہو سکی گی، یعنی روایات اس حوالے سے خاموش ہیں کہ اس خوفناک اور دلخراش واقعہ کب رونما ہو گا۔ البتہ مصنف عبد الرزاق[23] اور مسند البزار[24] کی روایت میں "فی آخر الزمان" کے الفاظ منقول ہیں۔ ابن حجر، قاضی عیاض، ابن بطال[25] اور دیگر بعض محدثین نے بھی آخر زمانے میں قیامت کے قریب واقع ہونے کو بیان کیا ہے۔

محمد ادریس المبارکپوری، ''السنن الواردة فی الفتن'' کتاب کے حاشیۃ میں مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ علماء کے اس واقعہ کے رونما ہونے کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔

1- پہلا قول یہ ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے قریب زمانے میں اس وقت واقع ہو گا جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں ہو گا جیسا کہ سعید بن سمعان کی روایت میں آتا ہے کہ اس کے بعد کعبہ کو دوبارہ کبھی بھی تعمیر نہیں کیا جائے گا۔

2- دوسرا قول یہ ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خود اس جواب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ اس طور پر کہ آپ نے فرمایا کہ کعبہ کو کوئی حلال نہیں کر سکتا مگر یہ کہ خود ان کا خاندان (یعنی اہل مکہ)۔ اس لئے اصحاب فیل والے مکہ کو حلال نہیں کر پائے۔ جبکہ حبشہ والے کعبہ کو گرائیں گے اور خراب کریں گے مگر خود اہل مکہ کے خراب کرنے کے بعد کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کعبہ کو مسلمانوں کی طرف سے کئی لڑائیوں میں حلال کیا گیا۔

3- تیسرا قول: آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مکہ کے لئے حرمت اور امن ہمیشہ کے لئے رہے گا۔[26]

محمد ادریس المبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس وقت کی تعیین میں بھی اختلاف ہے کہ وہ کس وقت واقع ہو گا۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جیسا کہ کعب الاحبار کی روایت میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں لیکن یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد، جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج، ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی کعبہ کا طواف جاری رہے گا۔ امام قرطبیؒ نے امام غزالیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ دجال کے ظاہر ہونے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے پہلے واقع ہو گا۔ بعض علماء کے نزدیک ''الدابۃ'' یعنی حیوان کے ظاہر ہونے کے بعد یہ واقعہ پیش آئے گا جبکہ دیگر بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ قیامت کے تمام علامات کے ظاہر ہونے کے بعد قیامت کے بالکل قریب پیش آئے گا، جب حج اور طواف وغیرہ ختم ہو جائیں گے اور اللہ کے نام لینے والا کوئی نہیں ہو گا۔[27]

کعبہ کے خزانے کی حقیقت بعض روایات میں کعبہ کے خزانے کو حبشیوں کی طرف سے نکالنے اور لے کر جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ بعض تاریخی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کعبہ کے خزانے کو 199ھ میں حسن بن حسین بن علی بن علی بن العابدین نے نکالا ہے۔

کعبہ کے خزانے سے کیا مراد ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں امراء اور عوام کو کعبہ کو تعظیم اور شرف کی خاطر ہدیہ بھیجتے تھے اور وہ کعبہ میں جمع ہوتا تھا۔[28] اس حوالے سے صحیح مسلم کی ایک روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تمہاری قوم زمانہ جاہلیت کے قریب نہ ہوتی یا یہ کہا کفر کے (قریب نہ ہوتی) تو میں کعبہ کے خزانے کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا، اور اس کے دروازے کو زمین کے قریب کر دیتا کہ داخل ہونے کے لئے پتھر کا استعمال نہ کرنا پڑتا۔[29] حضرت عمر رضی اللہ نے بھی اپنی زمانہ خلافت میں اس کعبہ کے خزانے کو نکالنا چاہاتا کہ اس کو مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کیا جائے لیکن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ نے انکو یہ کہہ کر رکا کہ آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ) نے اس کو نہیں نکالا ہے تو آپ کیوں نکالتے ہو، اس پر حضرت عمر رضی اللہ رک گئے۔[30]

ابن خلدون، اپنی کتاب تاریخ میں لکھتے ہیں: جس دن مکہ فتح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کے گڑھے میں سے 70 ہزار اوقیہ سونا ملا، جس کو بادشاہوں نے خانہ کعبہ کیلئے ہدیہ کے طور پر دیا تھا جس کی قیمت ہزار ہزار تکرار کیساتھ دو دفعہ، 100 قنطار وزن کے حساب سے تھی۔[31] ابن خلدون آگے لکھتے ہیں اور یہ مال (خزانہ) فتنہ الافطس کے زمانے تک کعبہ کے اندر ہی رہا، اور فتنہ الافطس سے مراد جب حسین بن حسن بن علی بن علی بن العابدین کو 199ھ میں مکہ پر غلبہ حاصل ہوا تو انہوں نے کعبہ کے اس مال کو باہر نکالا اور یہ کہا کہ کعبہ کو اس مال کی کیا ضرورت ہے اس سے کعبہ کو کوئی فائدہ بھی نہیں اس سے زیادہ ہم اس کے مستحق ہیں کہ اس سے اپنی لڑائیوں میں مدد لیں گے۔ اس طرح سے انہوں کعبہ کے خزانہ کو نکالا اور اپنی تصرف میں لایا، لہذا اس دن سے کعبہ کا خزانہ ضائع ہو گیا۔[32]

ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ سنہ 200ھ کی ابتداء میں حسین بن حسن الافطس جب کعبہ میں مقام کے پیچھے بیٹھ گئے تو اس نے کعبہ کے اوپر چادر جس کو بنو العباس نے پہنایا تھا اس سے خالی کرانے کا حکم دیا اور کہا کہ بنو العباس کے سب چادروں سے کعبہ کو خالی کریں گے۔ اس کے بعد اس نے کعبہ کے خزانے کے اندر جو کچھ تھا وہ لے لیا۔[33] ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں کہ حسین بن حسن الافطس نے مکہ میں موقع دیکھتے ہی خانہ کعبہ پر حملہ کیا، کعبہ کے اوپر سے سب کچھ اٹھا یا یہاں کہ پتھر رہ گئے، اور ان کپڑوں کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کیا، پھر آپ کعبہ کے خزانہ کی طرف چلے اور کعبہ کے اندر جو مال تھا اس کو نکال دیا۔[34]

خلاصہ کلام: تخریب کعبہ سے متعلقہ روایات اور اسی طرح کعبہ کی تعمیر کے حوالے سے علماء کے اقوال ہم نے تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ تخریب کعبہ سے متعلقہ احادیث کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس مضمون سے متعلق دو قسم کے روایات ملتی ہیں بعض روایات میں صرف کعبہ کی تخریب کا ذکر ملتا ہے جبکہ بعض سے کعبہ کی خزانہ کو لوٹنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ تخریب کعبہ سے متعلق ہمیں جو راجح معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ حبشہ والوں کا کعبہ کو خراب کرنے کا واقعہ قیامت کے قریب زمانے میں پیش آئے گا جیسا کہ بعض رویات سے بھی اس کا

ثبوت ملتا ہے کیونکہ تخریب کعبہ کے بعد پھر سے تعمیر کا نہ ہونا اور طواف کا نہ ہونا یہ قیامت کے بالکل قریب ہی ممکن ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کے زمانے میں بھی امن و امان ہو گا اور زمین پر اللہ کے احکامات برقرار رہیں گے۔ اور اس وقت مسلمانوں کا قبلہ کعبہ ہی ہو گا اور اس وقت بھی لوگ حج کریں گے لہٰذا راجح یہی ہے کہ اس وقت دین اسلام اصل شکل میں قائم رہے گا لیکن جب پاکیزہ اور ٹھنڈی ہوا آئی گی اور مسلمانوں کے روحوں کو قبض کرے گی تو اس کے بعد کعبہ کو خراب اور منہدم کیا جائے گا، لہذا راجح یہی ہے کہ قیامت کے قریب ہو گا جب کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں نے احادیث کو آیات کے مابین تعارض کا جو ذکر کیا ہے وہ ظاہر کے اعتبار سے ہے لیکن حقیقت میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ آیت میں اس بات کی صراحت نہیں کہ کعبہ کی حرمت اور امن قیامت کے دن تک رہے گی بلکہ یہ احتمال راجح ہے کہ قیامت کے قریب کے زمانے تک کعبہ کی حرمت رہے گی۔ اس کے علاوہ یہ احتمال بھی ہے کہ آیت کا معنی اور مطلب یہ نہ ہو کہ کعبہ کی حرمت ہمیشہ کے لئے رہے گی بلکہ ایک معین زمانے تک ہو۔ جیسا کہ امام عینی نے بیان کیا ہے لیکن راجح یہ ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے واقع ہونے کے بالکل قریب زمانے میں پیش آئے گا کیونکہ حدیث کے مطابق جب وہ لوگ منہدم کریں گے تو دوبارہ کبھی تعمیر نہیں کیا جائے گا تو اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ قیامت کے قریب کا زمانہ ہو گا۔ کعبہ کے خزانے سے متعلق راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ 199ھ میں حسین بن حسن الافطس کے حکم سے نکالا جا چکا ہے جیسا کہ تاریخ کی بہت ساری کتابوں میں اس واقعے کو بیان کیا گیا ہے واللہ اعلم

المصادر والمراجع

- صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، مکتبہ طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ۔
- صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، تحقیق، محمد فؤاد عبد الباقی، دار احیاء التراث، بیروت۔
- سنن ابن ماجۃ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، تحقیق، محمد فؤاد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔
- مسند أحمد بن حنبل، تحقیق، عبد اللہ بن عبد المحسن، مؤسسۃ الرسالۃ، حلب، 2001۔
- صحیح ابن خزیمۃ، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ، تحقیق محمد مصطفی الأعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت۔
- فتح الباری شرح البخاری، ابن حجر العسقلانی، دار المعارفۃ، بیروت، 1379ھ۔
- عمدۃ القاری شرح البخاری، بدر الدین العینی،، دار احیاء التراث، بیروت۔
- المنہاج شرح صحیح مسلم، امام نووی، مقدمۃ، مکتبہ احیا التراث، بیروت، ۱۳۹۲ھ۔
- شرح صحیح البخاری، ابن بطال، تحقیق: أبو تمیم یاسر بن إبراهیم، دار النشر: مکتبۃ الرشد، الریاض۔
- عون المعبود، محمد اشرف العظیم آبادی، دار الکتب، بیروت، 1415ھ۔
- نیل الأوطار، محمد بن علی الشوکانی، تحقیق عصام الدین، دار الحدیث مصر، ۱۴۱۳ھ
- مستدرک علی الصحیحین، حاکم النسابوری، تحقیق، مصطفی عبد القادر عطا، بیروت، ۱۴۱۱ھ۔

- مصنف عبدالرزاق، تحقیق، مصطفی الاعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، 1403۔
-کنزالعمال فی سنن الاقوال، علاء الدین قاضی خان، طبع، حیدر آباد دکن، 1313ھ۔
-اخبار مکہ وماجاء فیھا میں الاثار، تحقیق، رشیدی الصالح ملحس، محمد بن عبداللہ الازرقی، دارالاندلس، بیروت۔
- تفسیر ابن کثیر، تحقیق، سامی بن محمد سلامہ، دار طیبہ للنشر، 1999۔
- کشف المشکل، جمال الدین ابوالفرج ابن الجوزی، تحقیق، علی حسین البواب،، دارالوطن، الریاض۔
-مسند البزار، ابو بکر احمد بن معرو المعروف بالبزار، تحقیق، محفوظ الرحمان زین اللہ، نازر، مکتبہ العلوم والحکم، المدینہ المنورہ، 2009۔
-حاشیہ السنن الواردۃ فی الفتن، محمد ادریس المبارکپوری، دارالعاصمہ، الریاض، 1416۔
-تاریخ ابن خلدون، عبدالرحمان بن محمد بن محمد، تحقیق، خلیل شحادہ، دارالفکر، بیروت، 1988

---

[1] : مسند احمد، 628/11۔

[2] کنزالعمال، ج، 6، ص، 243، طبع، حیدر آباد دکن، 1313ھ۔

[3] فتح الباری، ابن حجر، ج، 6، ص، 408۔

[4] دیکھئے: مصنف عبدالرزاق، ج، 5، ص، 91-96۔

[5] دیکھئے: فتح الباری، ابن حجر، ج، 6، ص، 409۔

[6] دیکھئے: اخبار مکہ، ج، 1، ص، 49۔

[7] دیکھئے: اخبار مکہ، ج، 1، ص، 36۔

[8] دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ج، 1، ص، 173۔

[9] دیکھئے: اخبار مکہ، ج، 1، ص، 84۔

[10] دیکھئے: تعمیر بیت اللہ الحرام، عبدالقدوس ہاشمی، ص، 380۔

[11] صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث، 159، صحیح مسلم، کتاب الفتن، حدیث، 2909۔

[12] صحیح بخاری، کتاب الحج، باب ھدم الکعبہ، حدیث، 1595۔

[13] : ابی داؤد، سنن، کتاب الملاحم، حدیث، 4309۔

[14] : مسند احمد، 628/11۔

[15] : مصنف عبدالرزاق، 136/5۔

[16] : مستدرک حاکم، 136/4۔ حدیث، 8395۔

[17] فتح الباری، ابن حجر، ج، 3، ص، 461۔

[18] العنکبوت، 67۔

[19] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذھاب الایمان اخر الزمان، حدیث، 148۔

[20] :ابن حجر، فتح الباری، 461/3۔

[21] :امام عینی، عمدۃ القاری، 232/9۔

[22] :ابن الجوزی، کشف المشکل، 389/2۔

[23] مصنف عبدالرزاق، 136/5۔

[24] مسند البزار، ابو بکر احمد بن عمرو، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، ج،14، ص،185۔

[25] شرح البخاری، ابن بطال، کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر السود، ج،4، صِ،278۔

[26] السنن الواردۃ فی الفتن، محمد ادریس المبارکپوری، ص،897۔

[27] حاشیہ السنن الواردۃ فی الفتن، محمد ادریس المبارکپوری، ص،898۔

[28] نیل الوطار، محمد بن علی الشوکانی، تحقیق، عصام الدین الصبابطی، دار الحدیث، مصر، 1993، ج،6، ص،39۔

[29] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب نقض الکعبہ وبنائہا، حدیث، 1333۔

[30] عمدہ القاری، امام عینی، ج،9، صِ237۔ عون المعبود، محمد اشرف العظیم آبادی، دالکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ، ج،6، ص،8۔

[31] تاریخ ابن خلدون، ج،1، ص،440۔

[32] تاریخ ابن خلدون، ج،1، ص،441۔

[33] البدایہ والنہایہ، ابن کثیر، دار الفکر، بیروت، 1986۔ ج،10، 245۔

[34] المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، عبد الرحمان الجوزی، تحقیق، عبد القادر عطا، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ج،10، صِ82۔